محمد مجیب کی ڈرامانگاری

پروفیسر محمد مجیب کی شخصیت جدید ڈرامانگاری کی دنیامیں کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ان کے ڈرامے اور ڈرامے کی تاریخ میں ایک نئے موڑ کا پتہ دیتے ہیں، کیونکہ انہوں نے حقیقت نگاری کے اصولوں کو پیش نظر رکھ کرزندگی کی ترجمان رہے۔

ڈاکٹر محمد حسن نے محمد مجیب کی ڈرامانگاری پرتبصرہ کرتے ہوئے لکھاہے کہ:

''مجیب صاحب اسٹیج کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہیں لیکن کبھی کبھی ان کے اندر چھپا ہوا انشاء پرداز ڈرامانگار کو شکست دیدیتا ہے اور مکالمے اس قدر طویل ہوجاتے ہیں کہ ان کی حیثیت مختصر مقالے کی ہوجاتی ہے۔ مجیب صاحب سماجی طور پر اہم مسائل پر قلم اٹھاتے ہیں اور ہر قسم کے موضوعات کو ڈرامے کے فنی لوازم کے ساتھ نباہ لیتے ہیں لیکن ان کے ڈراموں میں فکر کی گہرائی اور عظمت کے نشان شاذ ہی نظر آتے ہیں۔ کہیں کہیں توازن اور وحدت تاثیر بھی نظرانداز ہوجاتا ہے۔''

چونکہ اردو ڈراما کس مپرسی میں بھی مبتلا رہاہے۔اس لئے مندرجہ ذبالا خوبیوں کی تلاش مناسب نہیں ہے۔محمد مجیب کے ڈرامے ماضی میں روایات کے پس منظر میں لکھے گئے ہیں اور غوروفکر کی دعوت دیتے ہیں۔

مجیب کے ڈرامے'حبہ خاتون'، 'ہیروئن کی تلاش'، 'آزمائش' اور'خانہ جنگی' اردو کے اہم ڈراموں میں شمار کئے جاتے ہیں۔ان ڈراموں میں انہوں نے اسٹیج کے تقاضوں کو مدنظر رکھنے کی کوشش کی ہے اور مسائل زندگی سے گہرا سروکار رکھا ہے۔'انجام'، 'کھیتی' اور'دوسری شام' سماجی ڈرامے کہے جاسکتے ہیں۔ یہ ڈرامے روزمرہ زندگی کے کسی نہ کسی رخ پر روشنی ڈالتے ہیں۔ان میں فرد اور سماج کی کشمکش دکھائی گئی ہے۔

محمد مجیب کا رڈاما'کھیتی' ایک مختصر ڈراما ہے جو سماجی کشمکش کو پیش کرتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ نام نہاد لیڈروں کے چہرے کی نقاب کشائی کرتاہے۔اس ڈراما کے مکالمے بے حد طویل ہیں جن کی وجہ کر ڈرامے کا تاثر ختم ہوجاتاہے۔ یہ ان کا پہلا ڈراماہے اور ۱۹۳۸ء میں لکھا گیا تھا۔

''انجام'' مذہبی ٹھیکہ داروں کو ان کے اصل روپ میں پیش کرتاہے جس میں فرد کے اعمال اور مذہبی سرپرستوں کی کشمکش دکھائی گئی ہے۔اس ڈرامہ میں فرد کی الجھنیں اور نفسیاتی نظام کا ردعمل محمد مجیب نے بڑی کامیابی سے پیش کیاہے۔فنی نکتہ نظر سے کردارنگاری کمزور ہے۔اس ڈرامہ کے مکالمے طویل ہیں اور اکتاہٹ پیدا کرتے ہیں۔

'خانہ جنگی'،'حبہ خاتون' اور'آزمائش' تاریخی ڈرامے ہیں جو کسی اہم تحریک یا مسئلے کولیکر لکھے گئے

ہیں۔

'حبہ خاتون' محمد مجیب کا ایک اہم ڈراما ہے۔'حبہ خاتون' کشمیر کی ایک حسین، ذہین اور روشن خیال خاتون تھیں۔ ''پیش لفظ'' میں محمد مجیب لکھتے ہیں:

> ''یہ ڈراما 'حبہ خاتون' کی اس سوانح عمری کو سامنے رکھ کر لکھا گیا ہے جسے مولانا مجہور صاحب نے حال ہی میں مرتب فرمایا ہے۔ ڈراما لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ حبہ خاتون کی شخصیت کا اندازہ ہوجائے۔ اس میں صرف چند واقعات لئے گئے ہیں جو میرے خیال میں مثال کی حیثیت رکھتے ہیں اور وہ اہم اور غیر اہم باتیں جو ڈرامے کا موضوع نہیں ہیں یا نہیں بنائی جاسکتی تھیں سب چھوڑ دی گئی ہیں۔ واقعات کی ترتیب میں تاریخی سلسلے کی پابندی سے زیادہ ضروری یہ سمجھا گیا ہے کہ ان کا معنوی پہلو واضح ہوجائے۔''

حبہ خاتون کے ڈرامائی قصہ میں مرکزیت نہ ہونے کی وجہ سے آخری تاثر میں جدت پیدا نہیں ہوسکی ہے۔ اس ڈراما پر تبصرہ کرتے ہوئے احتشام حسین لکھتے ہیں:

> ''حبہ خاتون میں وقت کے جو فاصلے ہیں وہ پوری طرح مربوط نہیں ہوتے، اس لئے مواقعات کا بہاؤ رکتا ہوا نظر آتا ہے اور گر کہانی زندگی کے اہم ترین واقعات ہی کو جوڑ کر مرتب کی گئی ہے لیکن تماشائی کی قوت تخیلہ بعض حصوں کی خانہ پری نہیں کرسکتی۔ اس لئے ڈرامے کا آخری تاثر ہلکا رہتا ہے اور خاتمہ جہاں تاثر کو بھرپور ہونا چاہئے تھا مبہم اشارہ ہوکر رہ جاتا ہے۔''

لیکن اتنی بات ضرور ہے کہ ڈراما حبہ خاتون ہندوستانی معاشرے میں عورتوں کے منصب کی اہم نمائندگی کرتا ہے۔

''دوسری شام'' ۱۹۵۶ء میں لکھا گیا ہے۔ کہانی اچھی ہے۔ کردار نسبتاً جاندار ہیں۔ فن برائے فن یا فن برائے زندگی کے مسئلے کو رومان کا رنگ دے کر پیش کیا گیا ہے۔ فن اور زندگی کی کشمکش اس کہانی کی جان ہے۔

''ہیروئن کی تلاش'' میں پڑھے لکھے روشن خیال لوگوں کے ذہنی پردوں پر جو تاریک سائے منڈلاتے رہے ہیں، ان پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

''آزمائش'' بھی محمد مجیب کا ایک تاریخی ڈراما ہے۔ اس کے واقعات ۱۸۵۷ء کے جنگ کے گرد چکر لگاتے ہیں اور دہلی کی سیاسی، سماجی، اخلاقی اور جذباتی زندگی کے اتار چڑھاؤ کو پیش کرتے ہیں۔ اس ڈرامے میں عوامی اقدار اور رجحانات کی کشمکش دکھائی گئی ہے۔ انگریزوں کی حکومت کے خلاف جذبات بھڑکتے ہیں اور ایک تحریک کی شکل اختیار کرلیتے ہیں۔ کردار نگاری اچھی ہے۔ ڈراما کی زبان سادہ ہے۔

''خانہ جنگی'' ۱۹۴۶ء میں لکھا گیا۔ اس میں نفاق کی برائیوں اور خانہ جنگی کی تباہیوں کا انجام دیکھایا

گیا ہے اور اتحاد کی خوبیوں سے روشناس کرایا گیا ہے۔اس کے کردار اپنی انا کے تحفظ کا خیال رکھتے ہوئے اپنے عقائد اور عزائم کے ساتھ پوری قوت سے ٹکراتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ڈرامہ کا اصل موضوع دو فرقوں کے مختلف اقدار کی کشمکش ہے۔ایک طرف دارؔا اور سرمد ہیں جو ہندو مسلم اتحاد اور روشن خیالی اور بے تعصبی کی مثال ہیں۔شیخ سرمد کی شخصیت،روحانی پیشوا اور معلم ہونے کے ساتھ ساتھ سچائی اور اصول پرستی کا نمونہ ہیں۔ دوسری طرف اورنگ زیب اور اس کے دربار کے علماء شرعی احکام سے متاثر ہیں۔ یہ مقاصد مقالموں کے پردوں میں پیش کئے گئے ہیں۔محمد مجیب نے بڑی چابکدستی سے اس اصول اور تہذیبی تصادم کو’’خانہ جنگی‘‘ کے روپے میں پیش کیا ہے۔اس ڈراما میں نہ صرف ان کی کردار نگاری بلکہ مکالمہ بھی بہت جاندار ہے۔بعض جگہ مکالموں کی طوالت کھٹکتی ضرور ہے۔پھر بھی کئی حیثیتوں سے’’خانہ جنگی‘‘ایک کامیاب ڈراما ہے۔

محمد مجیب نے تمام ڈراموں اسٹیج کی ضروریات کو سامنے رکھنے کی کوشش کی ہے۔ان کے اندر کا انشاء پرداز بعض ڈراموں پر چھا گیا ہے اور مکالمے طویل ہوگئے ہیں۔ان کے سبھی ڈراموں میں یہ کمزوری اور اکتاہٹ موجود ہے۔

بہرکیف! محمد مجیب نے اردو ڈرامے میں سنجیدگی،ٹھہراؤ اور مسائل کو خوبی سے برتنے کی اچھی مثالیں پیش کی ہیں۔معاشرتی مسائل پر ان کی نظر زیادہ گہری ہے۔انسانی کمزوریاں اور خوبیاں،نفسیاتی الجھنیں اور پیچیدگیاں ان کے ڈراموں میں کامیابی سے پیش کی گئی ہیں جن کی وجہ سے ان کے کردار لکڑی کے بنے ہوئے افراد نہیں معلوم ہوتے، بلکہ سانس لیتے، جیتے جاگتے کردار نظر آتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ محمد مجیب نے اردو ڈرامے کو نئی وسعتوں سے آشنا کیا ہے اور نفسیاتی و تاریخی ڈراموں کے اچھے نمونے پیش کئے ہیں۔

—ڈاکٹر زرنگار یاسمین

❁❁❁